مولانا ارشاد الحق صاحب
ادارۂ علوم اثریہ لائل پور

قسط نمبر ۲
گزشتہ سے پیوستہ

احسن الکلام

اسی طرح امام المغازی محمد بن اسحاق کے متعلق بھی خطیب گکھڑ کا انداز خالص خطیبانہ اور جذباتی ہے۔ ائمہ ناقدین کا کلام نقل کرنے میں جابجا تحریف و تلبیس سے کام لیا ہے اور دعوے یہ کیا گیا کہ جمہور محدثین نے اس کی تضعیف و تکذیب کی ہے چنانچہ جذباتی انداز میں فرماتے ہیں:-

"پچانوے فیصدی گروہ اس بات پر متفق ہے کہ اس کی روایت حجت نہیں" (ملخصاً ص ۷ جلد ۲)

محمد بن اسحاق ثقہ ہیں یا نہیں سردست ہمارے موضوع سے خارج ہے اور نہ یہ مختصر تبصرہ اس طویل بحث کا متحمل ہے جب کہ صرف انہی کا ترجمہ مستقل موضوع چاہتا ہے ہم صرف خان صاحب کے "پچانوے فیصدی" دعوے اور ان کے ترجمہ میں قطع و برید کی مختصراً نشاندہی پر کفایت کریں گے۔ جہاں تک ائمہ ناقدین کے اقوال کا تعلق ہے ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ انہی کی زبان سے سن لیجئے۔ امام ابوزرعہ دمشقی فرماتے ہیں:-

ابن اسحاق قد اجمع الکبراء من اهل العلم علی الاخذ عنه و قد اختبره اهل الحدیث فرأوا صدقاً و خیراً مع مدحة ابن شهاب له (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۲)

ابن البرقی فرماتے ہیں:-

لم ار اهل الحديث يختلفون في ثقته وحسن حديثه وروايته (ايضا)

امام ابن عدی فرماتے ہیں :-

قد فتشت احاديث ابن اسحاق الكثير فلم اجد في احاديثه ما يتهيأ أن يقطع عليه بالضعف وربما اخطا او وهم كما يخطئ غيره ولم يختلف في الرواية عنه الثقات والائمة وهو باس به

(میزان الاعتدال ج ۳ ص ۴۷۴ ، تہذیب ج ۹ ص ۴۵)

ائمہ ناقدین کے ان اقوال سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ جمہور محدثین ابن اسحاق کی توثیق پر متفق ہیں اور ائمہ ثقات نے ان سے احادیث لی ہیں اور یہی وہ بات ہے جس کا اعتراف علمائے احناف نے بھی کیا ہے ۔ چنانچہ علامہ ابن الہمام فرماتے ہیں :-

واحتمله احمد وابن معین وعامة اهل الحديث غفر الله لهم

(فتح القدیر ج ۱ ، ص ۱۵۹)

اسی طرح علامہ عینی باوجود بسا اوقات ابن اسحاق پر جرح نقل کرنے ، اس بات کے معترف ہیں کہ :-

ان ابن اسحاق من الثقات الكبار عند الجمهور (عمدة القاری ج ۳ ص ۲۷)

" یعنی ابن اسحاق بلاشبہ جمہور کے نزدیک ثقہ اور کبار محدثین میں شمار ہوتے ہیں "

ناظرین ! خدارا دیانتداری سے فیصلہ فرمائیں کہ محدثین کے اقوال اور علمائے احناف کی تصریحات اس بارے میں کس قدر واضح ہیں کہ جمہور محدثین نے ابن اسحاق کو ثقہ کہا ہے ۔ لیکن گکھڑ کے خطیب اور شیخ الحدیث صاحب ہیں کہ " بجا نوے فیصدی " محدثین کو جارحین میں شمار کرتے ہیں ۔ کیا یہ بات صحیح نہیں کہ یہ دعوے محض " خطیبانہ " ہے اس سے زیادہ اس کی کچھ حقیقت نہیں اور کیا ان سے کوئی بھی یہ دریافت کرنے والا نہیں کہ حضرت ! متقدمین محدثین اور علمائے احناف کے اقوال آپ کے خلاف ہیں اور وہ آپ سے فن جرح و تعدیل سے زیادہ واقف ہیں ، آپ نے یہ دعوے کس بنا

پر کیا ہے یا محض اپنے اجتہاد کا اظہار ہے؟

رہی ابن اسحاق کے متعلق ان کی تدلیس و تلبیس، تو اس کے بھی چند نمونے ملاحظہ فرمالیجئے جس سے آپ کو اس بات کا بھی اندازہ ہوجائے گا کہ خاں صاحب نے جارحین کی فہرست بڑھانے میں کس قدر دیانت کا خون کیا ہے اور کیسے ہاتھ کی صفائی کے کرتب دکھائے ہیں۔

چنانچہ فرماتے ہیں:۔

۱۔ علامہ ذہبی نے سفیان بن حسین کے ترجمہ میں نقل کیا ہے کہ:۔

"لا یحتج به کنحو محمد بن اسحاق"

لیکن یاد رہے اولاً یہ قول علامہ ذہبی کا نہیں بلکہ امام ابوحاتم رازی کا ہے۔ ثانیاً مکمل عبارت "مصلحۃً" نقل کرنے سے اجتناب کیا گیا ہے۔ اصل الفاظ یوں ہیں:۔

صالح الحدیث یکتب حدیثه و لا یحتج به کنحو محمد بن اسحٰق

فن رجال سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا طالب علم بھی اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ "صالح الحدیث یکتب حدیثه" کے الفاظ الفاظِ تعدیل میں شمار ہوتے ہیں اور اس درجہ و مرتبہ کی روایت درجہ حسن سے ساقط نہیں ہوتی۔ رہا امام ابوحاتم کا قول "لا یحتج به" تو یہ جرح ایسی نہیں جس سے راوی کو ضعیف قرار دیا جائے امام رازی نے یہ لفظ متعدد ثقہ راویوں پر بولا ہے۔ حالانکہ علمائے فن نے انہیں ضعیف قرار دیتے ہوئے۔ ان کی روایات کو ترک نہیں کیا۔ چنانچہ علامہ ذیلعی حنفی فرماتے ہیں:۔

قول ابی حاتم لا یحتج به غیر قادح و قد تکرر هذا اللفظة منه فی رجال کثیر من اصحاب الصحیح الثقات الاثبات من غیر بیان السبب کخالد الحذاء (نصب الرایہ ا ص ۲۳۷ طبع هند)

اسی طرح مولانا امیر علی فرماتے ہیں:۔

و کذا قول ابی حاتم لا یحتج به اراد بذالک انه لیس کیحیٰی القطان (التہذیب: ص ۲۴)

لہذا مولانا صفدر صاحب نے جہاں مکمل عبارت نقل نہ کرنے میں خیانت سے کام لیا ہے۔ ساتھ ہی امام رازی کی اصطلاح سے اپنی ناواقفیت پہ مہر ثبت کی۔ اس میں زید وبکر کا قصور کیا انہیں خود اپنے مبلغ علم پر ماتم کرنا چاہیئے۔

۲۔ اسی طرح مولانا موصوف فرماتے ہیں:۔

"ابوزرعہ کا بیان کہ بھلا ابن اسحاق کے بارے میں بھی کوئی صحیح نظریہ قائم کیا جا سکتا ہے وہ تو محض ہیچ ہے" (بحوالہ توجیہ النظر ص ۲۸۰)

ہم یہاں توجیہ النظر کی اصل عربی عبارت نقل کرتے ہوئے ناظرین کو دعوت انصاف دیتے ہیں۔ چنانچہ اصل عبارت کے الفاظ ہیں:۔

قال ابوزرعہ ابن اسحاق لیس یمکن ان یقضی لہٗ

یعنی ابن اسحاق کے متعلق فیصلہ مشکل ہے۔

سوال یہ ہے کہ صفدر صاحب نے "وہ تو محض ہیچ ہے"۔ سے کن الفاظ کا ترجمہ کیا ہے۔ کیا یہ محض خطیبانہ ہٹر بونگ نہیں ؟

اور جہاں تک امام ابوزرعہ کے اس کلام کا حلق ہے تو ممکن ہے کہ یہ قول انہوں نے پہلے فرمایا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ان ہی سے ابن اسحاق کے متعلق "صدوق" کے الفاظ الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ص ۱۹۲ ج ۳ ق ۲ اور تہذیب التہذیب ص ۴۶ ج ۹ میں منقول ہے

۳۔ مزید اسی سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

"ابن نمیر کہتے ہیں کہ وہ مجہول رواۃ سے باطل روایات نقل کرتا ہے"

(بحوالہ بغدادی احسن ج ۲ ص ۷۰)

یہاں بھی حضرت مولانا صاحب نے حسب عادت دیانتداری سے کام نہیں لیا۔ تاریخ بغداد کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ دجل وفریب کی کلی خود بخود کھل جائے گی۔

امام ابن نمیر فرماتے ہیں:۔

"اذا حدث عمن سمع من المعروفین فھو حسن الحدیث صدوق

وانما اُتی من انہ یحدث عن المجھولین احادیث باطلۃ"

رجال کا معمولی طالب علم بھی اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ کسی ثقہ یا صدوق راوی کا مجاہیل سے روایت کرنا اس کے ضعف کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن دقیق العید امام ابن نمیر کا یہ قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

اما مع التوثیق والتعدیل فالحمل فیہما علی المجہولین لا علیہ واما الطعن علی العالم بروایتہ عن المجہولین فقریب قد حکی ذلک عن سفیان الثوری وغیرہ (امام الکلام ص ۳۶۹)

اگر شیخ الحدیث صاحب اس اصطلاح سے ناواقف ہیں تو اس میں ہمارا قصور نہیں

۴۔ فرماتے ہیں:۔

"امام علی بن مدینی کا بیان ہے، لم یضعفہ عندی الا روایتہ من اہل الکتاب میرے نزدیک ابن اسحاق کو صرف اس بات نے ضعیف کر دیا ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ سے روایتیں لے لے کر بیان کرتا ہے" (احسن الکلام ج ۲ ص ۷۲)

اہل علم سے درخواست ہے کہ خدارا فیصلہ فرمائیں کہ مندرجہ بالا عبارت کا ترجمہ کہاں تک صحیح ہے بالخصوص جبکہ امام ابن مدینی کی تصریح یہ ہے کہ وہ "صالح وسط" ہیں اور انہی کا فرمان ہے کہ:۔

نظرت فی کتاب ابن اسحاق فما وجدت علیہ الا حدیثین ویمکن ان یکونا صحیحین (تاریخ بغداد ص ۲۲۱ ج ۱)

یعنی میں نے ابن اسحاق کی کتاب دیکھی تو اس میں دو حدیثیں قابل گرفت پائیں، ممکن ہے وہ بھی صحیح ہوں۔

امام بخاری فرماتے ہیں:۔

ص ۳۸۔۳۷

رایت علی بن المدینی یحتج بحدیث ابن اسحاق " کتاب القراءۃ للبیہقی کہ میں نے ابن مدینی کو دیکھا وہ ابن اسحاق کی روایت سے استدلال کرتے تھے۔

رہا امام ابن مدینی کا یہ قول کہ "لم یضعفہ عند الا انہ روایتہ عن اہل الکتاب" تو اس کا مفہوم اسی قدر ہے کہ میرے نزدیک اسے ضعیف کہنے کا سبب محض اہل کتاب سے روایت کرنا ہے"۔ لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ مولانا صفدر صاحب نے عبارت کا مفہوم نقل کرنے میں کس قدر "دیانت داری" کا ثبوت دیا ہے۔ اہل کتاب سے روایات لینا قابل ضعف ہے تو اس کی احادیث کو صحیح کہنا اور ان سے احتجاج کے کیا معنی؟

۸۔ فرماتے ہیں:-

"امام ترمذی لکھتے ہیں کہ بعض محدثین نے ان کے حافظہ کی خرابی کی وجہ سے اس میں کلام کیا ہے" (بحوالہ کتاب العلل للترمذی)

لیکن یہاں بھی مولانا صاحب نے ہاتھ کی صفائی کا کرتب دکھلایا ہے۔ جبکہ امام ترمذی کا یہ قطعاً مقصد نہیں جو مولانا صاحب بیان فرما رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے "العلل" کی اصل عبارت نقل فرمانے سے گریز کیا ہے۔ امام ترمذی دراصل بیان یہ کرنا چاہتے ہیں کہ جو راوی اپنے حافظہ پر اعتماد کرتے ہوئے ایک روایت مختلف الفاظ سے بیان کرتے ہیں تو امام یحییٰ القطان ان سے روایت نہیں لیتے۔ حالانکہ ائمہ ناقدین ان سے روایت کرتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں:-

"یہی وجہ ہے کہ بعض نے سہیل بن ابی صالح، ابن اسحاق، حماد بن سلمہ ابن عجلان وغیرہ پر حافظہ کی بنا پر کلام کیا ہے"۔

حالانکہ ائمہ حدیث نے ان سے روایات لی ہیں۔ امام ترمذی کے الفاظ ہیں:-

هكذا تكلم بعض اهل الحديث فى سهيل بن ابى صالح و محمد بن اسحاق و حماد بن سلمة و محمد بن عجلان و اشباه هؤلاء من الائمة انما تكلموا فيهم من قبل حفظهم ما روا وقد حدث عنهم الائمة

اندازہ فرمائیں امام ترمذی، ابن اسحاق وغیرہ کو ائمہ حدیث میں شمار کرتے ہیں اور جن محدثین نے ان پر کلام کیا ہے۔ اصولی طور پر اسے صحیح تسلیم نہیں کرتے لیکن صفدر

صاحب ہیں کہ ان کے مفہوم و مقصد کی ترجمانی غلط پیرائے میں بیان فرما رہے ہیں۔

اگر "بعض محدثین" کا یہ کلام ابن اسحاق کے ضعف پر دال ہے تو پھر اس میں ابن عجلان اور حماد بن سلمہ بھی شامل ہیں، تنہا ابن اسحاق مطعون کیوں؟ حالانکہ صفدر صاحب نے اپنی کتاب ص ۱۰۸ میں حماد بن سلمہ اور ص ۲۱۵ میں ابن عجلان کی توثیق پر حوالہ جات کا انبار لگا دیا ہے۔ آخر ایسا کیوں؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

اگر "بعض محدثین" کا ابن اسحاق پر کلام مسموع ہے تو ابن سلمہ اور ابن عجلان اس سے خارج کیوں؟ بات بالکل واضح ہے کہ امام ترمذی اس انداز سے جرح کا جواب دے رہے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے جامع ترمذی میں ابن اسحاق کی روایات کو متعدد مقامات پر حسن اور صحیح کہا ہے۔ ہم یہاں سردست دو ایک مثالیں ذکر کیے دیتے ہیں جن میں ابن اسحاق منفرد ہیں، بایں ہمہ امام ترمذی نے ان کی حدیث کو حسن صحیح یا حسن کہا ہے۔ چنانچہ "باب فی الذی یصیب الثوب" میں ابن اسحاق کے واسطہ سے روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

ھذا حدیث حسن صحیح ولا نعرف مثل ھذا الا من حدیث محمد بن اسحاق فی المذی مثل ھذا

اسی طرح کتاب التفسیر میں "سورۃ النور" میں آخر حدیث بطریق عائشہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"ھذا حدیث حسن غریب لا نعرفہ الا من حدیث محمد بن اسحاق"

(جامع الترمذی مع التحفۃ ج ۴ ص ۱۵۷)

اسی طرح کتاب الجہاد میں "باب ماجاء فی الدرع" کے تحت حضرت زبیر کی روایت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

ھذا حدیث حسن غریب لا نعرفہ الا من حدیث محمد بن اسحاق

ناظرین کرام! غور فرمائیں کہ امام ترمذی کے نزدیک "بعض محدثین" کا خیال صحیح اور قابل التفات ہے تو ان کی منفرد روایات کو حسن یا صحیح کہنا چہ معنی دارد؟

۴۔ مولانا صفدر صاحب نہایت جذباتی انداز میں فرماتے ہیں:۔

"اگر محمد بن اسحاق ثقہ ہیں تو حضرت امام بخاری نے باوجود اشد ضرورت کے صحیح بخاری میں اس سے احتجاج کیوں نہیں کیا۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے" (احسن۔ ج ۲، ص ۷۵)

ہم یہاں صرف مولانا کو انہی کا "فرمان" یاد دلا دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"بعض لوگوں نے ان میں یہ کلام کیا ہے کہ امام بخاری و مسلم نے ان سے احتجاج نہیں کیا۔ لیکن یہ اعتراض باطل ہے۔ اولاً اس لیے کہ ثقہ اور ثبت راوی کے لیے یہ شرط نہیں کہ ان سے امام بخاری و مسلم نے ضرور احتجاج کیا ہو" (حاشیہ احسن الکلام ج ۱ ص ۲۱۸)

مولانا صاحب کا یہ "فرمان" اصولی طور پر صحیح ہے لیکن کیا کیا جائے جذبات میں انسان عقل و خرد کھو بیٹھتا ہے اور مولانا اس مرض میں شدید مبتلا ہیں۔

شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی
انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

الغرض امام المغازی محمد بن اسحاق کے ترجمہ میں ائمہ جارحین کی فہرست بڑھانے کی خاطر جو اقوال مولانا صفدر صاحب نے نقل کیے ہیں۔ نمونۃً ہم نے ان کی نشاندہی کی ہے ورنہ یہ عنوان وسیع الذیل ہے۔ کتاب میں اس کی متعدد مثالیں ہمارے زیر نظر ہیں۔

(باقی آئندہ)